مجلس اقدار اسلامی لاہور کی نادر علمی پیش کش

خُلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

جلد اوّل

تألیف

ڈاکٹر علامہ خالد محمود ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

مقدمہ

محدث العصر شارح ترمذی حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

ہفت روزہ "دعوت" لاہور ۶۴-۱۹۶۳ کے چار خاص نمبروں کا یکجا مجموعہ

:ممتاز مقالہ نگار:

امام اہل سنت قبلہ علامہ عبدالشکور لکھنویؒ ○ محدث العصر حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ

مولانا سیّد نور الحسن شاہ بخاریؒ ○ امام پاکستان مولانا سیّد احمد شاہ بخاریؒ

حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشیؒ ○ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی صدر تنظیم

اور دوسرے اکابر اور دانشور

محمود پبلیکیشنز اسلامک ٹرسٹ

جامعہ ملیہ اسلامیہ محمود کالونی لاہور

مقدمہ

صحابہ کے گرد بکھیرے گئے کانٹوں کو اٹھانے سے پہلے مقام صحابہ کو سمجھئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم :-

اسلام محض چند اصول و نظریات اور علوم و افکار کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ اپنے جلو میں ایک نظام عمل لے کر چلتا ہے، وہ جہاں زندگی کے ہر شعبے میں اصول و قواعد پیش کرتا ہے وہاں ایک ایک جزئیہ کی عملی تشکیل بھی کرتا ہے اس لیے یہ ضروری تھا کہ شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و سلام) کی علمی و عملی دونوں پہلوؤں سے حفاظت کی جائے، اور قیامت تک ایک ایسی جماعت کا سلسلہ قائم رہے جو شریعت مطہرہ کے علم و عمل کی حامل اور امین ہو۔ حق تعالیٰ نے دین محمدی کی دونوں طرح حفاظت فرمائی، علمی بھی اور عملی بھی

حفاظت کے ذرائع میں صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی جماعت سرفہرست ہے، ان حضرات نے براہِ راست صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو سمجھا، دین پر عمل کیا، اور اپنے بعد آنے والی نسل تک دین کو من وعن پہنچایا، انہوں نے آپ کے زیر تربیت رہ کر اخلاق و اعمال کو ٹھیک منشائے خداوندی کے مطابق درست کیا، سیرت و کردار کی پاکیزگی حاصل کی، تمام باطل نظریات سے کنارہ کش ہو کر عقائد حقہ اختیار کیے رضائے الٰہی کے لیے اپنا سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر دیا، ان کے کسی طرزِ عمل میں ذرا خامی نظر آئی تو فوراً حق جل مجدہ نے اس کی اصلاح فرمائی، الغرض حضرات صحابہ کرامؓ کی جماعت اس پوری کائنات میں وہ خوش قسمت جماعت ہے جن کی تعلیم و تربیت اور تصفیہ و تزکیہ کے لیے سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم و مزکی اور استاد و اتالیق مقرر کیا گیا۔ اس انعام خداوندی پر وہ جتنا شکر کریں کم ہے، جتنا فخر کریں بجا ہے۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم آیٰتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین۔

بلاشبہ بہت بڑا احسان فرمایا اللہ نے مومنین پر کہ بھیجا ان میں ایک عظیم الشان رسول ان ہی میں سے وہ پڑھتا ہے ان کے سامنے اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے، ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور گہری دانائی، بلاشبہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے پ۴ آل عمران آیت ۱۶۴۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی و عملی میراث اور آسمانی امانت چونکہ ان حضرات کے سپرد کی جا رہی تھی اس لیے ضروری تھا یہ حضرات آئندہ نسلوں کے لیے قابل اعتماد ہوں، چنانچہ قرآن و حدیث میں جا بجا ان کے فضا

ومناقب بیان کیے گئے۔ چنانچہ:۔

(۱) وحی خداوندی نے ان کی تعدیل فرمائی۔ ان کا تزکیہ کیا، ان کے اخلاق وللہیت کی شہادت دی اور انہیں یہ رتبہ بلند ملا، کہ ان کو رسالت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) کے عادل گواہوں کی حیثیت سے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم، تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود، (پ۲۶ الفتح ع-۱۲)

(ترجمہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور جو ایماندار آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں شفیق ہیں، تم ان کو دیکھو گے رکوع، سجدے میں، وہ چاہتے ہیں، صرف اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی ان کی علامت ہے انکے چہروں میں سجدے کا نشان۔

گویا یہاں محمد رسول اللہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) ایک دعویٰ ہے اور اس کے ثبوت میں حضرات صحابہؓ کرام کی سیرت وکردار کو پیش کیا گیا ہے کہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شک وشبہ ہو، اسے آپ کے ساتھیوں کی پاکیزہ زندگی کا ایک نظر مطالعہ کرنے کے بعد خود اپنے ضمیر سے یہ فیصلہ لینا چاہیے کہ جس کے رفقاء اتنے بلند سیرت اور پاکباز ہوں وہ خود صدق وراستی کے کتنے اونچے مقام پر فائز ہوں گے

”کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا“

(۲) حضرات صحابہؓ کے ایمان کو ”معیار حق“ قرار دیتے ہوئے نہ صرف لوگوں کو اس کا نمونہ پیش کرنے کی دعوت دی گئی بلکہ ان حضرات کے بارے میں لب کشائی کرنے والوں پر نفاق وسفاہت کی دائمی مہر ثبت کردی گئی

واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن الناس، قالوا انؤمن کما اٰمن السفھاء، الا انھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون۔ (البقرہ۔ ۲۰)

اور جب ان (منافقوں) سے کہا جائے ”تم بھی ایسا ہی ایمان لاؤ جیسا دوسرے لوگ (صحابہ کرام) ایمان لائے ہیں“ تو جواب میں کہتے ہیں ”کیا ہم ان بے وقوفوں جیسا ایمان لائیں“؟ سن رکھو یہ خود ہی بے وقوف ہیں مگر نہیں جانتے۔

(۳) حضرات صحابہ کرام کو بار بار "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" (اللہ ان سے راضی ہوا، وہ اللہ سے راضی ہوئے) کی بشارت دی گئی، اور امت کے سامنے اسے اتنی شدت و کثرت سے دہرایا گیا کہ صحابہ کرام کا یہ لقب امت کا تکیہ کلام بن گیا کسی نبی کا اسم گرامی آپ "علیہ السلام" کے بغیر نہیں لے سکتے اور کسی صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام نامی "رضی اللہ عنہ" کے بغیر مسلمان کی زبان پر جاری نہیں ہو سکتا۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ظاہر کو دیکھ کر راضی نہیں ہوا، نہ صرف ان کے موجودہ کارناموں کو دیکھ کر ان سے رضامندی کا اظہار کر دیا، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ظاہر و باطن اور حال و مستقبل کو دیکھ کر ان سے راضی ہوا ہے، یہ گویا اس بات کی ضمانت ہے کہ آخر دم تک ان سے رضائے الٰہی کے خلاف کچھ صادر نہیں ہوگا۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس سے خدا راضی ہو جائے خدا کے بندوں کو بھی اس سے راضی ہو جانا چاہیے، کسی اور کے بارے میں تو ظن و تخمین ہی سے کہا جا سکتا ہے کہ خدا اس سے راضی ہے یا نہیں۔ مگر صحابہ کرامؓ کے بارے میں تو نص قطعی موجود ہے، اس کے باوجود اگر کوئی ان سے راضی نہیں ہوتا بلکہ ان کو بہر صورت غلط کار ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو گویا اسے اللہ تعالیٰ سے اختلاف ہے۔

اور پھر صرف اتنی بات کو کافی نہیں سمجھا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا، بلکہ اسی کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ ان حضرات کی عزت افزائی کی انتہا ہے۔

(۴) حضرات صحابہ کرامؓ کے مسلک کو "معیاری راستہ" قرار دیتے ہوئے اس کی مخالفت کو راہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے ہم معنی قرار دیا گیا اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو وعید سنائی گئی

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولیٰ ونصله جهنم وساءت مصیرا ﴿پ۵ النساء آیت ۱۱۵﴾

(ترجمہ) اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی، جبکہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی اور چلے مومنوں کی راہ چھوڑ کر، ہم اسے پھیر دیں گے جس طرف پھرتا ہے اور اسے داخل کریں گے جہنم میں اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے لوٹنے کی۔

آیت میں "المومنین" کا اولین مصداق اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جماعت ہے رضی اللہ عنہم اس سے واضح ہوتا ہے کہ اتباع نبوی کی صحیح شکل صحابہ کرامؓ کی سیرت کو اسلام کے اعلیٰ معیار پر تسلیم کیا جائے

(۵) اور سب سے آخری بات یہ کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں آخرت کی ہر عزت سے سرفراز کرنے اور ہر ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھنے کا اعلان فرمایا گیا۔

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم و بایمانھم ۔ پ ۲۸ التحریم آیت ۸

جس دن رسوا نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مومن ہوئے آپ کے ساتھ، ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے۔

اس قسم کی بیسوں نہیں سینکڑوں آیات میں صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب مختلف عنوانات سے بیان فرمائے گئے ہیں اور اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اگر دین کے سلسلہ سند کی یہ پہلی کڑی اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ حضرات کی جماعت معاذ اللہ، ناقابلِ اعتماد ثابت ہو، ان کے اخلاق و اعمال میں خرابی نکال لی جائے اور ان کے بارے میں یہ فرض کر لیا جائے وہ کہ دین کی علمی و عملی تدبیر نہیں کر سکے تو دین اسلام کا سارا ڈھانچہ ہل جاتا ہے، اور ــــ خاکم بدہن ــــ رسالت محمدیہ مجروح ہو جاتی ہے۔ دنیا کا ایک معروف قاعدہ ہے کہ اگر کسی خبر کو رد کرنا ہو تو اس کے راویوں کو جرح و قدح کا نشانہ بناؤ، ان کی سیرت و کردار کو ملوث کرو۔ اور ان کی ثقاہت و عدالت کو مشکوک ثابت کرو صحابہ کرامؓ چوں کہ دین محمدی کے سب سے پہلے راوی ہیں، اس لیے چالاک فتنہ پردازوں نے جب دین اسلام کے خلاف سازش کی اور دین سے لوگوں کو بدظن کرنا چاہا تو اس کا سب سے پہلا ہدف صحابہ کرامؓ تھے، چنانچہ تمام فرق باطلہ اپنے نظریاتی اختلاف کے باوجود جماعت صحابہ کو ہدفِ تنقید بنانے میں متفق نظر آتے ہیں، ان کی سیرت و کردار کو داغدار بنانے اور ان کی شخصیت کو نہایت گھناؤنے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی، ان کے اخلاق و اعمال پر تنقیدیں کی گئیں، ان پر مال و جاہ کی حرص میں احکام خداوندی سے پہلو تہی کرنے کے الزامات دھرے گئے۔ ان پر خیانت، غصب اور کنبہ پروری اقربا نوازی کی تہمتیں لگائی گئیں اور غلو و انتہا پسندی کی حد ہے کہ جن پاکیزہ ہستیوں کے ایمان کو حق تعالیٰ نے "معیار" قرار دے کر ان جیسا ایمان لانے کی لوگوں کو دعوت دی تھی۔ آمنوا کما آمن الناس (پ۱ البقرہ ع۲) انہی کے ایمان و کفر کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا اور تکفیر و تفسیق تک نوبت پہنچا دی گئی جن جانبازوں نے دین اسلام کو اپنے خون سے سیراب کیا تھا۔ انہی کے بارے میں چیخ چیخ کر کہا جانے لگا کہ وہ اسلام کے اعلیٰ معیار پر قائم نہیں رہے

تھے حالانکہ ان مردانِ خدا کے صدق و امانت کی خدا تعالیٰ نے گواہی دی تھی۔

رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضیٰ نحبہ

ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا پ ۲۱ الاحزاب آیت ۲۳۔

(ترجمہ) یہ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو عہد انہوں نے اللہ سے باندھا، بعض نے تو جان عزیز تک اسی راستہ میں دے دی اور بعض (بے چینی سے) اس کے منتظر ہیں، اور ان کے عزم و استقلال میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی۔

انہی کے حق میں بتایا جانے لگا کہ: وہ صدق و امانت سے موصوف تھے: اخلاص و ایمان کی دولت انہیں نصیب تھی جن مخلصوں نے اپنے بیوی بچوں کو، اپنے گھر بار کو، اپنے عزیز و اقارب کو، اپنے دوست احباب کو، اپنی ہر لذت و آسائش کو، اپنے جذبات و خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا تھا، انہی کو یہ طعنہ دیا گیا کہ وہ محض حرص و ہوا کے غلام تھے، اور اپنے مفاد کے مقابلے میں خدا و رسول کے احکام کی انہیں کوئی پروا نہیں تھی۔ لقد جئتم شیئا ادا۔

ظاہر ہے کہ اگر امت کا معدہ ان بے ہودہ نظریات کی مردہ مکھی کو قبول کر لیتا اور ایک بار بھی صحابہ کرام رضی امت کی عدالت میں مجروح قرار پاتے تو دین کی پوری عمارت گر جاتی قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے امان اٹھ جاتا اور یہ دین جو قیامت تک رہنے کے لیے آیا تھا ایک قدم آگے نہ چل سکتا، مگر یہ سارے فتنے جو بعد میں پیدا ہونے والے تھے۔ علم الٰہی سے اوجھل نہیں تھے اس لیے اس کا اعلان تھا۔

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون پ ۲۸ الصف آیت ۸

اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا۔ خواہ کافروں کو یہ ناگوار ہو۔

یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بار بار مختلف پہلوؤں سے صحابہ کرام کا تزکیہ فرمایا۔ ان کی توثیق و تعدیل فرمائی، اور قیامت تک کے لیے یہ اعلان فرما دیا۔

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ پ ۲۸ المجادلہ آیت ۲۲۔

(ترجمہ) یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے لکھ دیا ان کے دل میں ایمان اور مدد دی ان کو اپنی خاص رحمت سے۔

ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی کے بے شمار فضائل بیان فرمائے بالخصوص خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیق رضی، حضرت عمر، حضرت عثمان ذی النورین حضرت علی مرتضیٰ رضوان

اذا رأيتم الذين يسبون اصحابي فقولوا لعنة الله على شركم۔ (رواہ الترمذی)

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو ان سے کہو تم میں سے (یعنی صحابہ اور ناقدین صحابہ میں سے) جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو (ظاہر کہ صحابہ کو برا بھلا کہنے والا ہی بدتر ہوگا۔)

یہاں تمام احادیث کا استیعاب مقصود نہیں، بلکہ کہنا یہ ہے کہ ان قرآنی و نبوی شہادتوں کے بعد بھی اگر کوئی شخص حضرات صحابہ کرام رض میں عیب نکالنے کی کوشش کرے تو اس بات سے قطع نظر کہ اس کا یہ طرز عمل قرآن کریم کے نصوص قطعیہ اور ارشادات نبوت کے انکار کے مترادف ہے، یہ لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو فرائض بحیثیت منصب نبوت کے عائد کیے تھے اور جن میں اعلیٰ ترین منصب تزکیہ نفوس کا تھا۔ گویا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرض منصبی کی بجا آوری سے قاصر رہے اور صحابہ کرام کا تزکیہ نہ کر سکے۔ اور یہ قرآن کریم کی صریح تکذیب ہے۔ حق تعالیٰ تو ان کے تزکیہ کی تعریف فرمائیے اور ہم انہیں مجروح کرنے میں مصروف رہیں۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے تزکیہ سے قاصر رہے تو گویا حق تعالیٰ نے آپ کا انتخاب صحیح نہیں فرمایا تھا نعوذ باللہ۔ بات کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں قصور نکلا تو اللہ تعالیٰ کا علم غلط ہوا۔ نعوذ باللہ من الغباوۃ والسفاھۃ چنانچہ اہل ہوا کی بڑی جماعت کا دعویٰ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو "بداء" ہے یعنی اسے بہت سی چیزیں جو پہلے معلوم نہیں تھیں بعد میں معلوم ہوتی ہیں اور اس کا پہلا علم غلط ہو جاتا ہے جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ تصور ہو رسول اور نبی اور ان کے بعد صحابہ کرام کا ان کے نزدیک کیا درجہ رہے گا؟!

الغرض صحابہ کرام رض پر تنقید کرنے، ان کی غلطیوں کو اچھالنے اور انہیں مورد الزام بنانے کا قصہ صرف ان ہی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ خدا اور رسول، کتاب و سنت اور پورا دین اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور دین کی ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔ بعید نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں جو اوپر نقل کیا گیا ہے اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہو۔

من اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ؛

جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو

ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑ لے۔

اور یہی وجہ ہے کہ تمام فرق باطلہ کے مقابلہ میں اہل حق کا امتیازی نشان صحابہ کرام کی عظمت و محبت رہا ہے۔ تمام اہل حق نے اپنے عقائد میں اس بات کو اجماعی طور پر شامل کیا ہے کہ:

وَنکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر

اور ہم صحابہ رض کا ذکر بھلائی کے سوا کسی اور طرح کرنے سے زبان بند رکھیں گے۔

گویا اہل حق اور اہل باطل کے درمیان امتیاز کا معیار صحابہ کرام کا "ذکر بالخیر" ہے جو شخص ان حضرات کی غلطیاں چھانٹتا ہو ان کو مورد الزام قرار دیتا ہو، اور ان پر سنگین اتہامات کی فرد جرم عائد کرتا ہو وہ اہل حق میں شامل نہیں ہے۔ اہل حق کی شان تو یہ ہے کہ اگر ان کے قلم و زبان سے کوئی نامناسب لفظ نکل جائے۔ تو تنبیہ کے بعد فوراً حق کی طرف پلٹ آئیں ــــ حق تعالٰی جل ذکرہ ہمیں اور ہمارے تمام مسلمان بھائیوں کو مزیغ و ضلال سے محفوظ فرمائے، اور اتباع حق کی توفیق بخشے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ

انک انت الوھاب وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ صفوۃ البریہ محمد

وَعلی الہٖ و اصحابہ واتباعہٖ اجمعین ــــ آمین۔